کرامت کیا ہے؟

غلام مصطفیٰ ظہیرامن پوری

اہل سنت والجماعت کا اصولی اور اساسی عقیدہ ہے کہ کرامات اولیاء حق ہیں، یہ در حقیقت اللہ کے ولی کے لیے بشارت ہوتی ہے اوراس سے ولی اللہ کے دوستوں کے ایمان کو جلا ملتی ہے۔ یہ گویا مولائے کریم کی طرف سے اپنے بندے کی تکریم ہوتی ہے اور اس کے ذریعے اللہ اپنے دین کی نصرت بھی کیا کرتے ہیں، اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے، وہ جو چاہے کرسکتا ہے اور کرتا ہے۔ وہ اپنے افعال میں کسی قاعدہ وقانون کا پابند نہیں ہے،قواعد اور قوانین تو مخلوق کے لئے بنائے گئے ہیں۔ یادر ہے کہ خرق عادت فعل اگر کسی ولی کے ہاتھوں سرانجام پائے ،تو اسے کرامت کا نام دیا جائے گا اور اگر کوئی نبی ایسا کام کرے،تو اسے معجزہ کہا جاتا ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (728ھ) فرماتے ہیں:

وَمِنْ أُصُولِ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ :التَّصْدِيقُ بِكَرَامَاتِ الْأَوْلِيَاءِ وَمَا يُجْرِي اللَّهُ عَلَى أَيْدِيهِمْ مِنْ خَوَارِقِ الْعَادَاتِ فِي أَنْوَاعِ الْعُلُومِ وَالْمُكَاشَفَاتِ وَأَنْوَاعِ الْقُدْرَةِ وَالتَّأْثِيرَاتِ كَالْمَأْثُورِ عَنْ سَالِفِ الْأُمَمِ فِي سُورَةِ الْكَهْفِ وَغَيْرِهَا وَعَنْ صَدْرِ هَذِهِ الْأُمَّةِ مِنْ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ وَسَائِرِ قُرُونِ الْأُمَّةِ وَهِيَ مَوْجُودَةٌ فِيهَا إلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

”کرامات اولیاء کی تصدیق کرنا اہل سنت کے اصول میں شامل ہے، اللہ ان

کے ہاتھوں خوارق عادت اشیاء کا ظہور کروا دیتے ہیں، کئی علوم، مکاشفات اور بعض معاملات میں قدرت اور تاثیرات، پچھلی امتوں میں بھی ایسے معاملات کا ظہور ہو چکا ہے، جیسا کہ سورت کہف میں مذکور ہے، اسی طرح ہماری امت کے ابتدائی صحابہ و تابعین سے بھی ایسی اشیاء کا ظہور ہوا ہے، اور قیامت تک ایسا ہوتا رہے گا۔''

(مجموع الفتاوی : 156/3)

علماء کے ہاں کرامت اور معجزے میں چند باریک سے فروق کئے جاتے ہیں، وہ یہ کہ معجزات صرف انبیاء تک محدود تھے، ان کے بعد ختم ہو گئے اور کرامات اولیاء قیامت تک جاری و ساری رہیں گی۔

کرامت اور معجزے میں ایک فرق یہ بھی پایا جاتا ہے کہ کرامت بغیر ارادے کے ظہور پذیر ہوتی ہے اور معجزے کو ایک پیغمبر اپنے دعوی نبوت کی سچائی بیان کرنے کے لئے چیلنج کے طور پر ظاہر کرتا ہے، جب کہ ولی ولایت کا دعوی نہیں کر سکتا۔

انبیاء کا خاتمہ بالخیر ہونا طے ہوتا ہے اور ان کو برے خاتمے کا کوئی خوف نہیں ہوتا، جب کہ ولی کو کچھ خبر نہیں ہوتی کہ وہ وفات کے وقت ایمان اور خیر پر قائم رہ بھی پائے گا یا نہیں؟ اہل السنۃ والجماعۃ کا اجماع ہے کہ نبی ولی سے افضل ہوتا ہے اور مومن کی کرامت نبی ہی کا معجزہ کہلائی جاتیہے۔ کرامات دو قبیل سے ہوتی ہیں:

۱۔علوم و مکاشفات۔

۲۔قدرت و تاثیر

علوم و مکاشفات میں ولی کو وہ علم حاصل ہو جاتا ہے، جو دوسروں کو نہیں ہوتا، مثلاً بعض

غیبی امور ولی پر منکشف ہوجاتے ہیں، جو دوسروں پر نہیں ہو پاتے، دوسری صورت میں ولی کو بسا اوقات ایسی قدرت وتاثیر حاصل ہوجاتی ہے جو کسی دوسرے کو نہیں ہوتی۔

کرامات ہر زمانے میں مومنوں کے ہاتھوں ظاہر ہوتی رہی ہیں، قرآن مجید میں اصحاب کہف اور سیدہ مریم کی کرامات کا ذکر موجود ہے، کتب حدیث میں جا بجا کرامات کا تذکرہ آیا ہے۔ اسی طرح کرامات کی اساس وبنیاد ایمان اور تقوی ہوتا ہے اور جو اہل ضلال کے ہاتھوں خارق عادت کام ظاہر ہو اس کا سبب فسوق وعصیان ہوتا ہے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (728ھ) فرماتے ہیں:

وَكَرَامَاتُ أَوْلِيَاءِ اللَّهُ إِنَّمَا حَصَلَتْ بِبَرَكَةِ اتِّبَاعِ رَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

''اولیاء کو کرامات رسول اللہ ﷺ کی اتباع کی برکت سے حاصل ہوتی ہیں۔''

(مجموع الفتاوی: 275/11)

کرامت پر مفصل گفتگو سے قبل چند مقدماتی باتیں سمجھ لینی چاہئیں:

① قبل از نبوت نبی کے ہاتھوں خارق عادت کام کا صدور ارہاص کہلاتا ہے، یہ نبوت کا مقدمہ ہوتا ہے، شق صدر والا واقعہ اس کی دلیل ہے۔

② صالحین اور کمزور لوگوں کی وجہ سے لوگوں کو رزق ملتا ہے، اسے مونت کہتے ہیں۔

③ اہل ضلال میں سے جو جھوٹا مدعی نبوت ہو، اس کے ہاتھوں خرق عادت امور کا ظاہر ہونا اہانت کہلاتا ہے۔ جیسا کہ مسیلمہ کذاب کے ہاتھوں کئی خارق عادت کام ہوئے۔

④ اگر کسی گمراہ اور فاسق و فاجر سے کوئی خارق عادت کام ظاہر ہو، اسے استدراج کہتے ہیں، یہ جادو کی ایک قسم ہے، اسے شعوذت بھی کہتے ہیں۔

⑤ بعض خارق امور کام جنوں سے لئے جاتے ہیں، اور جنوں سے کوئی بھی شخص کام لے سکتا ہے، اس کے لئے ولی یا نبی ہونا ضروری نہیں، کوئی گناہ گار اور فاسق و فاجر حتی کہ مشرک بھی ایسے کام کرتے رہتے ہیں، بعض ہندو پنڈتوں سے اس قسم کے واقعات ملتے ہیں، تو اس سلسلے میں بنیادی بات سمجھ لینی چاہئے کہ جنوں سے کام لینا فی نفسہ حرام نہیں ہے، لیکن احتیاطیں اور انتباہات بہر حال موجود ہیں، شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (728ھ) فرماتے ہیں:

وَالْمَقْصُودُ هُنَا أَنَّ الْجِنَّ مَعَ الْإِنْسِ عَلَى أَحْوَالٍ فَمَنْ كَانَ مِنْ الْإِنْسِ يَأْمُرُ الْجِنَّ بِمَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ وَرَسُولُهُ مِنْ عِبَادَةِ اللَّهِ وَحْدَهُ وَطَاعَةِ نَبِيِّهِ وَيَأْمُرُ الْإِنْسَ بِذَلِكَ فَهَذَا مِنْ أَفْضَلِ أَوْلِيَاءِ اللَّهِ تَعَالَى وَهُوَ فِي ذَلِكَ مِنْ خُلَفَاءِ الرَّسُولِ وَنُوَّابِهِ وَمَنْ كَانَ يَسْتَعْمِلُ الْجِنَّ فِي أُمُورٍ مُبَاحَةٍ لَهُ فَهُوَ كَمَنْ اسْتَعْمَلَ الْإِنْسَ فِي أُمُورٍ مُبَاحَةٍ لَهُ وَهَذَا كَأَنْ يَأْمُرَهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ وَيَنْهَاهُمْ عَمَّا حَرَّمَ عَلَيْهِمْ وَيَسْتَعْمِلُهُمْ فِي مُبَاحَاتٍ لَهُ فَيَكُونُ بِمَنْزِلَةِ الْمُلُوكِ الَّذِينَ يَفْعَلُونَ مِثْلَ ذَلِكَ وَهَذَا إذَا قُدِّرَ أَنَّهُ مِنْ أَوْلِيَاءِ اللَّهِ تَعَالَى فَغَايَتُهُ أَنْ يَكُونَ فِي عُمُومِ أَوْلِيَاءِ اللَّهِ مِثْلِ النَّبِيِّ الْمَلِكِ مَعَ الْعَبْدِ الرَّسُولِ: كَسُلَيْمَانَ

وَيُوسُفَ مَعَ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى وَعِيسَى وَمُحَمَّدٍ صَلَوَاتُ اللَّهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِمْ أجْمَعِينَ وَمَنْ كَانَ يَسْتَعْمِلُ الْجِنَّ فِيمَا يَنْهَى اللَّهُ عَنْهُ وَرَسُولُهُ إِمَّا فِى الشِّرْكِ وَإِمَّا فِى قَتْلِ مَعْصُومِ الدَّمِ أَوْ فِى الْعُدْوَانِ عَلَيْهِمْ بِغَيْرِ الْقَتْلِ كَتَمْرِيضِهِ وَإِنْسَائِهِ الْعِلْمَ وَغَيْرَ ذَلِكَ مِنْ الظُّلْمِ وَإِمَّا فِى فَاحِشَةٍ كَجَلْبِ مَنْ يُطْلَبُ مِنْهُ الْفَاحِشَةُ فَهَذَا قَدْ اسْتَعَانَ بِهِمْ عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ثُمَّ إنْ اسْتَعَانَ بِهِمْ عَلَى الْكُفْرِ فَهُوَ كَافِرٌ وَإِنْ اسْتَعَانَ بِهِمْ عَلَى الْمَعَاصِى فَهُوَ عَاصٍ إمَّا فَاسِقٌ وَإِمَّا مُذْنِبٌ غَيْرُ فَاسِقٍ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ تَامَّ الْعِلْمِ بِالشَّرِيعَةِ فَاسْتَعَانَ بِهِمْ فِيمَا يُظَنُّ أَنَّهُ مِنْ الْكَرَامَاتِ مِثْلُ أَنْ يَسْتَعِينَ بِهِمْ عَلَى الْحَجِّ أَوْ أَنْ يَطِيرُوا بِهِ عِنْدَ السَّمَاعِ الْبِدْعِيِّ أَوْ أَنْ يَحْمِلُوهُ إلَى عَرَفَاتٍ وَلَا يَحُجُّ الْحَجَّ الشَّرْعِىَّ الَّذِى أَمَرَهُ اللَّهُ بِهِ وَرَسُولُهُ وَأَنْ يَحْمِلُوهُ مِنْ مَدِينَةٍ إلَى مَدِينَةٍ وَنَحْوِ ذَلِكَ فَهَذَا مَغْرُورٌ قَدْ مَكَرُوا بِهِ وَكَثِيرٌ مِنْ هَؤُلَاءِ قَدْ لَا يَعْرِفُ أَنَّ ذَلِكَ مِنْ الْجِنِّ بَلْ قَدْ سَمِعَ أَنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَهُمْ كَرَامَاتٌ وَخَوَارِقُ لِلْعَادَاتِ وَلَيْسَ عِنْدَهُ مِنْ حَقَائِقِ الْإِيمَانِ وَمَعْرِفَةِ الْقُرْآنِ مَا يُفَرِّقُ بِهِ بَيْنَ الْكَرَامَاتِ الرَّحْمَانِيَّةِ وَبَيْنَ التَّلْبِيسَاتِ

الشَّيْطَانِيَّةِ فَيَمْكُرُونَ بِهِ بِحَسَبِ اعْتِقَادِهِ فَإِنْ كَانَ مُشْرِكًا يَعْبُدُ الْكَوَاكِبَ وَالْأَوْثَانَ أَوْهَمُوهُ أَنَّهُ يَنْتَفِعُ بِتِلْكَ الْعِبَادَةِ وَيَكُونُ قَصْدُهُ الِاسْتِشْفَاعَ وَالتَّوَسُّلَ مِمَّنْ صَوَّرَ ذَلِكَ الصَّنَمَ عَلَى صُورَتِهِ مِنْ مَلَكٍ أَوْ نَبِيٍّ أَوْ شَيْخٍ صَالِحٍ فَيَظُنُّ أَنَّهُ صَالِحٌ وَتَكُونُ عِبَادَتُهُ فِي الْحَقِيقَةِ لِلشَّيْطَانِ

''جنوں سے کام لینے والے انسان کئی قسم کے ہوتے ہیں، بعضے وہ ہوتے ہیں جو جنوں کو اسلام کے اوامر ونواہی کے مطابق حکم دیتے اور ان پر کام کرتے ہیں، یہ لوگ اللہ کے افضل ترین ولی ہیں اور انبیاء کے نائب ہیں، بعض لوگ جنوں کو استعمال کرتے ہیں مباح معاملات میں، ان سے کام لیتے ہیں، یہ ایسے ہی جیسے انسانوں سے مباح امور میں کام لیا جائے، تو ایسے لوگوں کا معاملہ بادشاہوں والا ہوتا ہے، جو کسی سے کوئی کام لے سکتے ہیں، اگر ایسے لوگ اللہ کے ولی ہوں تو ان کا معاملہ بادشاہ نبی والا ہوگا، جیسا کہ سیدنا سلمان، یوسف ابراہیم علیہم السلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اسی طرح وہ لوگ جو جنوں کو ناجائز امور کے لئے استعمال کرتے ہیں، جیسا کہ کسی انسان کا قتل یا کسی انسان کو کمزور کرنا، اس کو علم بھلانے کی کوشش کرنا، یا کسی فاحشہ کو اپنی طرف لانا، تو یہ استعانت علی الاثم کی قبیل سے ہے، اگر کفر پر جنوں سے کام لے تو وہ کافر ہوگا۔ اگر کسی گناہ پر ان کی مدد لے گا تو یا پھر فاسق ہوگا یا گناہ گار ہوگا، اگر شرع کے علم کو نہ جانتا ہوں اور جنوں سے ایسے کام لے جن کو وہ کرامت سمجھتا ہو، جیسا کہ حج کے لئے ان سے مدد لینا، یا پھر بدعی سماع کے وقت اڑنے لگنا، یا اسے اٹھا کر حج کی

طرف لے جائیں اور ایک شہر سے دوسرے شہر لے جائیں، تو یہ شخص دھوکے میں آیا ہوا ہے، جن اس کے ساتھ کھیل رہے ہیں، اس اس قبیل کے اکثر لوگوں کو یہ علم بھی نہیں ہوتا کہ جن اس کے ساتھ کھیل رہے ہیں، وہ اسے کرامت سمجھ رہے ہوتے ہیں، کیوں کہ ان کے پاس قرآن کا علم تو ہوتا نہیں اور نہ ایمان کی حقیقتوں سے واقف ہوتے ہیں، جن کے بدولت وہ رحمانی کرامات اور شیطانی تلبیسات سے بروقت آگاہ ہو سکیں۔ تو ایسے بندے سے وہ اس کے عقیدے کے موافق کام کرتے ہیں، اگر وہ بتوں کا پجاری ہو تو اسے یہ وہم دلاتے ہیں کہ وہ یہ کام بتوں کی بدولت کر رہا ہے۔ اس سے وہ شفاعت طلب کرواتے ہیں، وغیرہ۔ اس کے ذہن میں ڈالتے ہیں کہ وہ ایک نیک بندے یا فرشتے سے توسل مانگ رہا ہے، حالاں کہ وہ اس شیطان کی پوجا کر رہا ہوتا۔''

(مجموع الفتاوی: 308,307/11)

کرامت اور استدراج وشعوذات میں فرق کیسے کریں؟

بعض حضرات کسی بھی انسان کے ہاتھوں خارق عادت امر کا ظہور دیکھ کر اس کو اللہ کا ولی خیال کر لیتے ہیں، یا اس کے متعلق حسن ظن سے کام لینے لگتے ہیں، تو ایسے احباب کو چند بنیادی باتیں سمجھ لینی چاہئیں، شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (728ھ) فرماتے ہیں:

وكرامات أولياء الله تعالى، أعظم من هذه الأمور، وهذه الأمور الخارقة للعادة، وإن كان قد يكون صاحبها وليا لله، فقد يكون عدوا لله، فإن هذه الخوارق تكون لكثير من الكفار والمشركين وأهل الكتاب والمنافقين، وتكون

لأهل البدع، وتكون من الشياطين، فلا يجوز أن يظن أن كل من كان له شيء من هذه الأمور أنه ولى لله، بل يعتبر أولياء الله بصفاتهم وأفعالهم وأحوالهم التى دل عليها الكتاب والسنة، ويعرفون بنور الايمان والقرآن وبحقائق الايمان الباطنة وشرائع الاسلام الظاهرة

مثال ذلك أن الأمور المذكورة وأمثالها، قد توجد فى أشخاص ويكون أحدهم لا يتوضأ، ولا يصلى الصلوات المكتوبة، بل يكون ملابسا للنجاسات، معاشرا للكلاب، يأوى إلى الحمامات والقمامين والمقابر والمزابل، رائحته خبيثة، لا يتطهر الطهارة الشرعية، ولا يتنظف

''اولیاء کی کرامات سب سے بڑی دلیل ہیں، کرامت خارق عادت امور کا نام ہے۔ اگر ایسا کام کسی اللہ کے ولی سے سرزد ہو تو وہ ولی ہوگا، بسا اوقات اللہ کے دشمنوں سے بھی ایسے امور ظاہر ہو جاتے ہیں۔ کئی دفعہ کفار، منافقین مشرکین اور اہل بدعت سے بھی ایسے امور ظاہر ہو جاتے ہیں، تو یہ شیطان کی طرف سے ہوتے ہیں۔ ہر ایسے شخص کو ولی نہیں سمجھ لینا چاہئے جس سے اس قسم کوئی کام سرزد ہو جائے، کسی ولی کو پہچاننے کا ایک ہی طریقہ ہے اور وہ یہ کہ ان کی صفات واحوال کو دیکھا جائے گا اور کہ اگر وہ قرآن وسنت پر عامل ہیں، ایمان کے نور کو جانتے ہیں، شریعت کے حقائق سے واقف ہیں، ایمان کے باطنی

امور کو جانتے ہیں تو ہی ان کو ولی سمجھا جائے گا۔ وگرنہ تو بسا اوقات یوں بھی ہوتا ہے کہ اس قسم کے لوگ وضو تک نہیں کرتے، فرض نمازیں نہیں پڑھتے۔ نجاسات ان پر چمٹی ہوتیں، کتوں کے ساتھ رہتے، گندی جگہوں پر بیٹھے ہوئے پائے جاتے۔ ان سے گندی بو آ رہی ہوتی، نہانا بھی پسند نہیں کرتے۔''

(الفرقان بین اولیاء الرحمان واولیاء الشیطان: ص، 80)

اسی طرح شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (728ھ) ایک جگہ فرماتے ہیں:

وكرامات الْأَوْلِيَاء حق بِاتِّفَاق أَئِمَّة أهل الْإِسْلَام وَالسّنة وَالْجَمَاعَة وَقد دلّ عَلَيْهَا الْقُرْآن فِي غير مَوضِع وَالْأَحَادِيث الصَّحِيحَة والْآثَار المتواترة عَن الصَّحَابَة وَالتَّابِعِينَ وَغَيرهم وَإِنَّمَا أنكرها أهل الْبدع من الْمُعْتَزلَة والجهمية وَمن تَابعهمْ لَكِن كثيرا مِمَّن يدعيها أَو تدعى لَهُ يكون كَذَا أَو ملبوسا عَلَيْهِ

وَأَيْضًا فَإِنَّهَا لَا تدل على عصمَة صَاحبهَا وَلَا على وجوب اتِّبَاعه فِي كل مَا يَقُوله بل قد تصدر بعض الخوارق من الْكَشْف وَغَيره من الْكفَّار والسحرة بمؤاخاتهم للشياطين كَمَا ثَبت عَن الدَّجَّال أَنه يَقُول للسماء أمطري فتمطر وللأرض أنبتي فتنبت وَأَنه يقتل وَاحِدًا ثمَّ يحيه وَأَنه يخرج خَلفه كنوز الذَّهَب وَالْفِضَّة

وَلِهَذَا أتفق أَئِمَّة الدّين على أَن الرجل لَو طَار فِي الْهَوَاء وَمَشى على المَاء لم يثبت لَهُ ولَايَة بل وَلَا إِسْلَام حَتَّى ينظر وُقُوفه عِنْد الْأَمر وَالنَّهْي الَّذِي بعث الله بِهِ رَسُوله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم

''اولیاء کی کرامات حق ہیں، اس پر ائمہ اہل سنت کا اتفاق ہے، اس مضمون کو قرآن نے کئی مواقع پر بیان کیا ہے، صحیح متواتر احادیث میں بھی وارد ہوا ہے، صحابہ و تابعین کے آثار اس پر شاہد ہیں، کرامات کا انکار اہل بدعت معتزلہ وجہمیہ وغیرہ ہی کرتے ہیں، لیکن یہ بھی سچ ہے کہ کرامت کا دعوی کرنے والے یا جن کی طرف کرامات منسوب کی جاتی ہیں، جھوٹے ہوتے ہیں۔

یہ بھی یاد رہے کہ کرامت عصمت کی دلیل نہیں ہے، بسا اوقات ایسا بھی ہوا کہ بعض خارق عادت چیزوں کا ظہور کفار اور جادوگروں سے بھی ہو گیا، کیوں کہ شیاطین ان کا ساتھ دیتے ہیں۔ دجال آسمان کو پانی برسانے کا حکم دے گا، وہ برسانے لگے گا، زمین سے کہے گا فصل اگا، وہ اگانے لگے گی، حتی کہ دجال ایک شخص کو قتل کر کے اس کو زندہ بھی کر دے گا، وہ سونے چاندی کے ذخائر نکال لائے گا، اسی لئے اہل سنت ائمہ اس چیز پر اتفاق رکھتے ہیں کہ دجال بھلے ہواوں میں اڑنے لگے، پانیوں میں تیرنے لگے، اس کی ولایت ثابت نہیں ہوگی۔ یہاں تک کہ اس کا مسلمان ہونا بھی ثابت نہیں ہوسکتا، جب تک کہ اس کا اسلام کے اوامر ونواہی پر عامل ہونا ثابت نہ ہو جاوے۔''

(مختصر فتاوی المصریہ: 600)

مزید فرماتے ہیں:

وكل من خالف شيئا مما جاء به الرسول، مقلدا فى ذلك لمن يظن أنه ولى لله، فإنه بنى أمره على أنه ولى الله، وان ولى الله لا يخالف فى شىء ، ولو كان هذا الرجل من أكبر أولياء الله، كأكابر الصحابة والتابعين لهم بإحسان، لم يقبل منه ما خالف الكتاب والسنة، فكيف إذا لم يكن كذلك؟ وتجد كثيرا من هؤلاء ، عمدتهم فى اعتقاد كونه وليا لله، أنه قد صدر عنه مكاشفة فى بعض الأمور، أو بعض التصرفات الخارقة للعادة، مثل أن يشير إلى شخص فيموت، أويطير فى الهواء إلى مكة أو غيرها، أو يمشى على الماء أحيانا، أو يملأ إبريقا من الهواء، أو ينفق بعض الأوقات من الغيب، أو يختفى أحيانا عن أعين الناس، أو أن بعض الناس استغاث به وهو غائب أو ميت فرآه قد جاء ه، فقضى حاجته، او يخبر الناس بما سرق لهم، أو بحال غائب لهم أو مريض، أو نحو ذلك من الأمور، وليس فى شىء من هذه الأمور ما يدل على أن صاحبها ولى الله، بل قد اتفق أولياء الله، على أن الرجل لو طار فى

الهواء ، أو مشى على الماء ، لم يعتر به حتى ينظر متابعته لرسول الله صلى الله عليه وسلم وموافقته لأمره ونهيه .

''بعض لوگ رسول اللہ ﷺ کی لائی ہوئی وحی کی مخالفت کسی ایسے شخص کی تقلید میں کر جاتے ہیں جو خود کو ولی سمجھتا ہے، یاد رکھئے کہ اللہ کے ولی اللہ کے احکام کی مخالفت نہیں کرتے۔ اگر وہ شخص اللہ واقعی اللہ کا ولی ہوتا تو جیسا کہ اکابر صحابہ وتابعین تھے تو وہ جنوں سے کچھ خلاف شریعت امور کو اخذ نہ کرتا، تو جب وہ خلاف شریعت امور کو اخذ کر رہا ہے، ولی کیوں کر ہوا؟ آپ دیکھیں گے کہ بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں، جو خود کو ولی سمجھتے ہیں، بعض امور میں ان سے مکاشفے کا صدور ہو جاتا ہے۔ یا پھر بعض خارق عادت تصرفات سرانجام دے دیتے ہیں۔ مثلاً وہ کسی شخص کی طرف اشارہ کریں اور وہ مر جائے، یا کبھی ہوا میں اڑنے لگیں اور مکہ کی جانب چل دیں، پانی پر بیٹھ جائیں، یا کبھی لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہو جائیں، یا کبھی ایسا ہو کہ کوئی شخص ان کو پکارے، وہ مر چکے ہوں یا وہاں نہ ہوں، مگر حاضر ہو جائیں، یا لوگوں کو ان کے چوری شدہ چیزوں کی خبر دے دیں۔ یا اس قسم کے دوسرے کام کریں، تو یاد رکھئے کہ ان میں سے کوئی بھی کام ایسا نہیں ہے جس سے کسی کا ولی اللہ ہونا ثابت ہو سکے، بلکہ اللہ کے ولی تو اس بات پر متفق ہیں کہ اگر کوئی شخص ہوا میں اڑنے لگے یا پانی پر چلنے لگے، تو اس پر اعتبار نہیں کیا جائے گا، یہاں تک کہ اس کا رسول اللہ ﷺ کا تابع ہونا معلوم ہو جائے، اور اسلام کے اوامر ونواہی پر عامل ہونا ثابت ہو جائے۔''

(الفرقان بین اولیاء الرحمان واولیاء الشیطان: ص، 79)

معتزلہ کے رد میں:

معتزلہ کے یہاں کرامات کے انکار کی روش پائی جاتی ہے، ان کا ماننا ہے کہ کرامت کو ماننے سے ایک ولی اور نبی کے درمیان اشتباہ کا اندیشہ ہو جاتا ہے، یا پھر ایک ولی اور جادوگر میں اشتباہ پیدا ہو سکتا ہے، تو یاد رہے کہ جہمیہ، فلاسفہ اور معتزلہ مگر کرامات کے منکر ہیں، وہ کہتے ہیں کہ اس سے ولی اور نبی یا جادوگر اور ولی میں مشابہت ہو جاتی ہے۔

تو یاد رہے کہ مشابہت والی بات نرا شبہ ہے کیونکہ نبی کریم کے بعد کوئی نبی نہیں ہے، کوئی ولی خود کو نبی نہیں کہتا، جادو شیطانی عمل ہے، جادو کا توڑ ہو جاتا ہے، جب کہ کرامت میں ایسا نہیں ہوتا۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (728ھ) فرماتے ہیں:

والمعتزلة قبلهم ظنّوا أنّ مجرّد كون الفعل (خارقاً) للعادة، هو الآية على صدق الرسول، فلا يجوز ظهور خارقٍ إلّا لنبيّ والتزموا طرداً لهذا: إنكار أن يكون للسحر تأثيرٌ خارجٌ عن العادة؛ مثل أن يموت ويمرض بلا مباشرة شيء ٍ وأنكروا الكهانة، وأن تكون الجن تُخبر ببعض المغيبات، وأنكروا كرامات الأولياء

''پہلے والے معتزلہ یہ خیال کرتے تھے کہ خارق عادت فعل کا ظہور پذیر ہونا صرف انبیاء کے ساتھ خاص ہے، اور یہ ایک نبی کی سچائی کی دلیل ہے، ایک خارق عادت کام کا ظہور صرف ایک نبی سے ہو سکتا ہے، اسی نظریے کی بنا پر وہ

لوگ جادو کی تاثیر کو نہیں مانتے تھے، وہ کہتے تھے کہ صرف جادو سے موت یا بیماری واقع نہیں ہوتی، وہ لوگ کہانت کے منکر تھے، اس بات سے بھی انکار کرتے تھے کہ جن بعض غیب کی خبریں دیتے ہوں گے اور اسی طرح اولیاء کے کرامات کا بھی انکار کیا کرتے تھے۔''

(النبوات :174/1)

علامہ ابن ابی العز حنفی (792ھ) معتزلہ کے اعتراض کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

وَقَوْلُ الْمُعْتَزِلَةِ فِی إِنْكَارِ الْكَرَامَةِ :ظَاهِرُ الْبُطْلَانِ، فَإِنَّهُ بمنزلة إنكار المحسوسات وقولهم :لو صحت لأشبهت المعجزة، فيؤدى إلى التباس النبى صلى الله عليه وسلم بِالْوَلِیِّ، وَذَلِكَ لَا يَجُوزُوَهَذِهِ الدَّعْوَى إِنَّمَا تَصِحُّ إِذَا كَانَ الْوَلِیُّ يَأْتِی بِالْخَارِقِ وَيَدَّعِی النُّبُوَّةَ، وَهَذَا لَا يَقَعُ، وَلَوِ ادَّعَى النُّبُوَّةَ لَمْ يَكُنْ وَلِيًّا، بَلْ كَانَ مُتَنَبِّئًا كَذَّابًا .

''معتزلہ کرامت کے منکر ہیں اور ان کا یہ نظریہ صریح باطل نظریہ ہے، کرامت کا انکار تو ایسے ہی ہے، جیسے کوئی محسوسات کا انکار کر دیتا ہے، معتزلہ اس پر اعتراض کھڑا کرتے ہیں کہ اگر کرامت جائز مان لی جائے تو اس کا نبوت سے التباس ہو جائے گا۔ تو ان کی یہ بات درست نہیں ہے، کیوں کہ نبوت سے التباس تو تب ہو جب ولی یہ کہے کہ میں نبی ہوں اور ایک خارق عادت فعل کا ظہور بھی اس سے ہو جائے، یہ فی الواقع ہوتا نہیں، کیوں کہ ایک ولی جب نبوت کا دعوی کرے گا تو وہ ولی رہے گا ہی نہیں، بلکہ کذاب متنبّی بن جائے گا۔''

(شرح العقيدة الطحاويه : 498)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (728ھ) فرماتے ہیں:

فَقَدَ جَرَّبَ الْمُجَرِّبُونَ الَّذِينَ لَا يُحْصُونَ كَثْرَةً أَنَّ لَهَا مِنْ التَّأْثِيرِ فِي دَفْعِ الشَّيَاطِينِ وَإِبْطَالِ أَحْوَالِهِمْ مَا لَا يَنْضَبِطُ مِنْ كَثْرَتِهِ وَقُوَّتِهِ فَإِنَّ لَهَا تَأْثِيرًا عَظِيمًا فِي دَفْعِ الشَّيْطَانِ عَنْ نَفْسِ الْإِنْسَانِ وَعَنْ الْمَصْرُوعِ وَعَنْ مَنْ تُعِينُهُ الشَّيَاطِينُ مِثْلَ أَهْلِ الظُّلْمِ وَالْغَضَبِ وَأَهْلِ الشَّهْوَةِ وَالطَّرَبِ وَأَرْبَابِ السَّمَاعِ الْمُكَاءِ وَالتَّصْدِيَةِ إذَا قُرِئَتْ عَلَيْهِمْ بِصِدْقٍ دَفَعَتْ الشَّيَاطِينَ وَبَطَلَتْ الْأُمُورُ الَّتِي يُخَيِّلُهَا الشَّيْطَانُ وَيَبْطُلُ مَا عِنْدَ إخْوَانِ الشَّيَاطِينِ مِنْ مُكَاشَفَةٍ شَيْطَانِيَّةٍ وَتَصَرُّفٍ شَيْطَانِيٍّ إذْ كَانَتْ الشَّيَاطِينُ يُوحُونَ إلَى أَوْلِيَائِهِمْ بِأُمُورٍ يَظُنُّهَا الْجُهَّالُ مِنْ كَرَامَاتِ أَوْلِيَاءِ اللَّهِ

”بے شمار افراد اس بات کا تجربہ کر چکے ہیں کہ ان چیزوں کی ایک واقعی تاثیر بہر حال موجود ہے، ان کے ذریعے شیاطین کو بھگایا جاتا، ان کے احوال کا ابطال کیا جاتا، انسان کو اگر شیطان چمٹ جائے تو اس کے ذریعے دور کیا جاتا ہے۔ اسی طرح ان لوگوں کا شر بھی ختم کیا جا سکتا، جن کے شر پھیلانے میں شیاطین ان کی مدد کرتے ہیں، جیسا کہ ظالمین یا اسی طرح ارباب سماع، یا وہ لوگ جو تالیاں پیٹتے اور حال میں چلے جاتے وغیرہ، تو جب صدق دل کے ساتھ ان پر

قرآن کی تلاوت کی جاتی ہے، شیطان ان سے بھاگ لیتا ہے، اسی طرح شیطان کے بھائیوں کے مکاشفے اور تصرفات کا توڑ ہوجاتا ہے، کیوں کہ شیاطین اپنے دوستوں کی طرف وحی کرتے ہیں، جسے جاہل لوگ اولیاء کی کرامات سمجھ بیٹھتے ہیں۔''

(مجموع الفتاوی: 55/19)

ایک سوال ولی اور نبی کے درمیان اشتباہ کا بھی اٹھایا جاتا ہے، تو شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (728ھ) اس تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

كرامات الأولياء لا تجعلهم معصومين وكرامات الصالحين (تدلّ)على صحة الدّين الذى جاء به الرسول، لا تدلّ على أنّ الولى معصومٌ، ولا على أنّه يجب طاعته فى كلّ ما يقوله ومن هنا ضلّ كثيرٌ من النّاس من النّصارى وغيرهم فإنّ الحواريّين4، وغيرهم كانت لهم كرامات، كما تكون الكرامات لصالحى هذه الأمة، فظنّوا أنّ ذلك يستلزم عصمتهم كما يستلزم عصمة الأنبياء ، فصاروا يُوجبون موافقتهم فى كلّ ما يقولون النبى صارت طاعته واجبة بأمور وهذا غلطٌ؛ فإنّ النبىّ وجب قبول كلّ ما يقول لكونه نبيّاً (ادّعى) النّبوّة، ودلّت المعجزة على صدقه، والنبىّ معصومٌ وهنا المعجزة ما دلّت على النبوة بل على

متابعة النبيّ وصحّة دين النبيّ، فلا يلزم أن يكون هذا التابع معصوماً.

''کرامت کسی انسان کے معصوم ہونے کی دلیل نہیں ہے، صالحین کی کرامات سے دین نبوی کی سچائی ظاہر ہوجاتی ہے، لیکن کرامت لانے والا شخص معصوم نہیں ہوتا، اور نہ ایسا ہے کہ کرامت لانے والے کی ہر بات کو درست مان لیا جائے، اس باب میں نصاری گمراہ ہوئے، کیوں کہ ان کے راہبوں کے ہاتھوں بھی کرامات کا ظہور ہوجاتا تھا، تو وہ لوگ اس راہب کو معصوم مان لیتے تھے، وہ ان کے ہر قول وفعل کو انبیاء کے قوال وافعال کی طرح اسوہ تسلیم کرلیتے، اور یہ بات غلط ہے، کیوں کہ نبی معصوم ہوتا ہے، اور معجزہ اس کی سچائی کی دلیل، دوسرے لوگوں کے ہاتھوں صدور ہوجانے والی کرامت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ لوگ بھی معصوم ہی ہیں۔''

(النبوات :1/143، مجموع الفتاوى :11/274,275)

شیخ الاسلام کے اس قول سے دو قسم کے نظریات کا ابطال ہوجاتا ہے، ایک تو وہ لوگ جو ایسے لوگوں کو معصوم سمجھنے لگ جاتے ہیں، جن کے ہاتھوں کوئی خارق عادت امور ظاہر ہوجائیں اور دوسرے وہ لوگ جو سمجھتے ہیں کہ اگر کرامت کا نظریہ تسلیم کرلیا جائے تو انسانوں کو معصوم ماننا پڑے گا، جب کہ انبیاء کے بعد کوئی معصوم نہیں ہوتا، اللہ کریم شیخ الاسلام رحمہ اللہ کی قبر پر کروڑ ہا رحمتوں کا نزول فرمائے کہ اس بات کو کلئیر کر گئے، وللہ الحمد والمنہ!

کرامت پر دلیل:

قرآن کریم میں کرامت کے حق ہونے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے، ملاحظہ ہوں:

①

﴿أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ، الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ، لَهُمُ الْبُشْرَى فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ ﴾(یونس :62تا64)

''خبردار! اللہ کے ولیوں پر کوئی غم وحزن نہیں ہوتا، یہ لوگ ایمان لاتے اور اللہ سے ڈرتے ہیں، ان کے لئے دنیا وآخرت کی بشارت ہے۔''

②

﴿إِنْ أَوْلِيَاؤُهُ إِلَّا الْمُتَّقُونَ ﴾(الانفال : 34)

''ان کے ولی صرف متقی لوگ ہیں۔''

③

﴿قُلْ إِنَّمَا الْآيَاتُ عِنْدَ اللَّهِ ﴾(الانفال : 109)

''کہہ دیجئے کہ آیات صرف اللہ کے ہاں ہیں۔''

④ سیدہ مریم صدیقہ علیہا السلام کے پاس بے موسمے پھل آتے، جب زکریا علیہ السلام ان سے پوچھتے کہ کہاں سے آئے؟ تو فرماتیں:

﴿كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا قَالَ يَامَرْيَمُ أَنَّى لَكِ هَذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ﴾ (آل عمران : 37)

''تو جب بھی زکریا علیہ السلام محراب میں جاتے، دیکھتے کہ ان کے پاس رزق

موجود ہے۔ پوچھتے مریم! یہ کہاں سے آ گیا؟ فرماتیں یہ اللہ کی طرف سے نازل ہوا ہے۔''

⑤ سیدنا سلیمان علیہ السلام اور ملکہ کا واقعہ ہوا تو انہوں نے کہا کہ ملکہ کا تخت کون لائے گا، تو قرآن بیان کرتا ہے:

﴿قَالَ الَّذِی عِنْدَهُ عِلْمٌ مِنَ الْكِتَابِ أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ يَرْتَدَّ إِلَيْكَ طَرْفُكَ فَلَمَّا رَآهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهُ قَالَ هَذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّی﴾(النمل : 41)

''جس کے پاس کتاب کا علم تھا، وہ کہنے لگا کہ میں یہ تخت پلک جھپکنے سے پہلے لے آوں گا۔ پھر جب انہوں نے تخت اپنے پاس دیکھا تو فرمانے لگے، یہ میرے رب کا فضل ہے۔''

⑥ سیدہ مریم صدیقہ علیہا السلام کو بے موسم کس طرح پھل دیئے گئے، قرآن مجید میں ہے:

﴿وَهُزِّی إِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسَاقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا﴾ (مریم : 25)

''کھجور کی ٹہنی کو ہلائیں، تازہ کھجوریں گریں گی۔''

علامہ قرطبی رحمہ اللہ (۶۷۱ھ) لکھتے ہیں:

كَرَامَاتُ الْأَوْلِيَاءِ ثَابِتَةٌ، عَلَى مَا دَلَّتْ عَلَيْهِ الْأَخْبَارُ الثَّابِتَةُ، وَالْآيَاتُ الْمُتَوَاتِرَةُ وَلَا ينكرها إلا المبتدع الْجَاحِدُ، أَوِ

الْفَاسِقُ الْحَائِدُ، فَالْآيَاتُ مَا أَخْبَرَ اللَّهُ تَعَالَى فِي حَقِّ مَرْيَمَ مِنْ ظُهُورِ الْفَوَاكِهِ الشِّتْوِيَّةِ فِي الصَّيْفِ، وَالصَّيْفِيَّةِ فِي الشِّتَاءِ -عَلَى مَا تَقَدَّمَ -وَمَا ظَهَرَ عَلَى يَدِهَا حَيْثُ أَمَرَتِ النَّخْلَةَ وَكَانَتْ يَابِسَةً فَأَثْمَرَتْ، وَهِيَ لَيْسَتْ بِنَبِيَّةٍ

''اولیاء کی کرامتیں ثابت ہیں، کیوں کہ ثقہ اخبار اور متواتر نشانیاں ان پر دلالت کناں ہیں، کرامات کا انکار تو بدعتی اور منکر ہی کر سکتے ہیں یا پھر فاسق شخص، اللہ نے سیدہ مریم کے لئے گرمیوں کے پھل سردیوں میں اور سردیوں کے پھل گرمیوں میں پیدا کر دیئے، اسی طرح انہوں نے سوکھی کھجور کو ہاتھ لگایا تو اس سے تازہ کھجوریں نکلنے لگ گئیں، حالاں کہ مریم نبیہ نہیں تھیں۔''

(تفسير القرطبی :34/11)

⑦ اصحاب کہف کا واقعہ بھی اس کی ایک دلیل ہے، کہ وہ تین سو سال تک بغیر کچھ کھائے پیئے سوئے رہے اور زندہ رہے:

﴿وَلَبِثُوا فِي كَهْفِهِمْ ثَلَاثَ مِائَةٍ سِنِينَ وَازْدَادُوا تِسْعًا﴾

(الکهف : 25)

''اس غار میں تین سو نو سال تک رکے رہے۔''

استدراج پر دلیل:

①

﴿وَإِنَّ الشَّيَاطِينَ لَيُوحُونَ إِلَى أَوْلِيَائِهِمْ لِيُجَادِلُوكُمْ وَإِنْ

أَطَعْتُمُوهُمْ إِنَّكُمْ لَمُشْرِكُونَ ﴾(الانعام : 121)

''شیطان اپنے ولیوں کی طرف وحی کرتے ہیں، تا کہ وہ آپ سے مجادلہ کریں، اگر آپ نے ان لوگوں کی اطاعت کر لی تو مشرکین میں سے شمار کر لئے جاو گے۔''

② سیدنا موسیٰ علیہ السلام جب اللہ کے ہاں چلے گئے تو پیچھے سے سامری نے بنی اسرائیل کو بچھڑے کی پوجا پر لگا دیا، قرآن کریم کہتا ہے:

﴿فَأَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا جَسَدًا لَهُ خُوَارٌ فَقَالُوا هَذَا إِلَهُكُمْ وَإِلَهُ مُوسَى﴾ (طه : 88)

''اس نے ان کے لئے ایک بچھڑے کا جسم بنایا، اس سے آواز آتی تھی، وہ کہنے لگے یہ تمہارا اور موسیٰ علیہ السلام کا الہ ہے۔''

③ سیدنا نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کے احوال بیان کرتے ہوئے فرمایا:

فَيَأْمُرُ السَّمَاءَ فَتُمْطِرُ، وَالْأَرْضَ فَتُنْبِت

''دجال آسمان کو حکم دے گا، وہ پانی برسائیں گے، زمین کو حکم دے گا تو وہ پودے اگانے لگے گی۔''

(صحیح مسلم : 2937)

④ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنہ دجال کے متعلق فرمایا:

فَيَقُولُ الدَّجَّالُ أَرَأَيْتُمْ إِنْ قَتَلْتُ هَذَا، ثُمَّ أَحْيَيْتُهُ، أَتَشُكُّونَ فِي

الْأَمْرِ؟ فَيَقُولُونَ لَا، قَالَ فَيَقْتُلُهُ ثُمَّ يُحْيِيهِ، فَيَقُولُ حِينَ يُحْيِيهِ وَاللهِ مَا كُنْتُ فِيكَ قَطُّ أَشَدَّ بَصِيرَةً مِنِّى الْآنَ قَالَ فَيُرِيدُ الدَّجَّالُ أَنْ يَقْتُلَهُ فَلَا يُسَلَّطُ عَلَيْهِ

''پھر دجال کہے گا کہ اگر میں اس کو قتل کردوں اور پھر زندہ کردوں، تو کیا پھر بھی تم شک کرو گے؟ لوگ کہیں گے، نہیں، پھر شک کی گنجائش کب رہے گی، تب دجال اس کو قتل کر کے زندہ کردے گا۔ وہ مومن جب زندہ ہوگا تو کہے گا کہ بخدا! میری بصیرت پہلے سے کتنی ہی بڑھ گئی ہے، پھر دجال اس کو دوبارہ قتل کرنے کی کوشش کرے گا، مگر اس بار کامیاب نہیں ہو سکے گا۔''

(صحیح مسلم: 2938)

کرامات کا ثبوت احادیث نبویہ سے:

① سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أَنَّ الرُّبَيِّعَ وَهِيَ ابْنَةُ النَّضْرِ كَسَرَتْ ثَنِيَّةَ جَارِيَةٍ، فَطَلَبُوا الْأَرْشَ، وَطَلَبُوا العَفْوَ، فَأَبَوْا، فَأَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَمَرَهُمْ بِالقِصَاصِ، فَقَالَ أَنَسُ بْنُ النَّضْرِ :أَتُكْسَرُ ثَنِيَّةُ الرُّبَيِّعِ يَا رَسُولَ اللَّهِ، لَا وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالحَقِّ، لَا تُكْسَرُ ثَنِيَّتُهَا، فَقَالَ يَا أَنَسُ كِتَابُ اللَّهِ القِصَاصُ، فَرَضِيَ القَوْمُ وَعَفَوْا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللَّهِ مَنْ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللَّهِ لَأَبَرَّهُ

''ربیع بنت نضر نے ایک بچی کے سامنے والے دانت توڑ دیئے، انہوں نے ورثا سے کہا کہ دیت لے لیں، وہ مگر نہ مانے، قصاص مانگنے لگے، آپ ﷺ نے قصاص کا حکم دے دیا، سیدنا انس بن نضر کہنے لگے: اللہ کے رسول، کیا ربیع کے دانت توڑے جائیں گے؟ نہیں، اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے، ایسا نہیں ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انس، قصاص تو اللہ کا فیصلہ ہے، پھر وہ لوگ راضی ہو گئے اور انہوں نے ربیع کو معاف کر دیا، تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے کچھ ایسے بندے بھی ہیں جو اگر اللہ پر قسم اٹھالیں تو اللہ ان کی قسم پوری کر دے۔''

(صحیح البخاری: 2703، صحیح مسلم: 1675)

② عبدالرحمان بن ابی بکر بیان کرتے ہیں:

أَنَّ أَصْحَابَ الصُّفَّةِ، كَانُوا أُنَاسًا فُقَرَاءَ وَأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ عِنْدَهُ طَعَامُ اثْنَيْنِ فَلْيَذْهَبْ بِثَالِثٍ، وَإِنْ أَرْبَعٌ فَخَامِسٌ أَوْ سَادِسٌ وَأَنَّ أَبَا بَكْرٍ جَاءَ بِثَلَاثَةٍ، فَانْطَلَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَشَرَةٍ، قَالَ فَهُوَ أَنَا وَأَبِي وَأُمِّي فَلَا أَدْرِي قَالَ وَامْرَأَتِي وَخَادِمٌ بَيْنَنَا وَبَيْنَ بَيْتِ أَبِي بَكْرٍ، وَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ تَعَشَّى عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ لَبِثَ حَيْثُ صُلِّيَتِ العِشَاءُ، ثُمَّ رَجَعَ، فَلَبِثَ حَتَّى تَعَشَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجَاءَ بَعْدَ مَا مَضَى مِنَ اللَّيْلِ

مَا شَاءَ اللَّهُ، قَالَتْ لَهُ امْرَأَتُهُ وَمَا حَبَسَكَ عَنْ أَضْيَافِكَ أَوْ قَالَتْ :ضَيْفِكَ قَالَ أَوَمَا عَشَّيْتِيهِمْ؟ قَالَتْ أَبَوْا حَتَّى تَجِيءَ، قَدْ عُرِضُوا فَأَبَوْا، قَالَ فَذَهَبْتُ أَنَا فَاخْتَبَأْتُ، فَقَالَ يَا غُنْثَرُ فَجَدَّعَ وَسَبَّ، وَقَالَ كُلُوا لَا هَنِيئًا، فَقَالَ وَاللَّهِ لَا أَطْعَمُهُ أَبَدًا، وَايْمُ اللَّهِ، مَا كُنَّا نَأْخُذُ مِنْ لُقْمَةٍ إِلَّا رَبَا مِنْ أَسْفَلِهَا أَكْثَرُ مِنْهَا قَالَ يَعْنِي حَتَّى شَبِعُوا وَصَارَتْ أَكْثَرَ مِمَّا كَانَتْ قَبْلَ ذَلِكَ، فَنَظَرَ إِلَيْهَا أَبُو بَكْرٍ فَإِذَا هِيَ كَمَا هِيَ أَوْ أَكْثَرُ مِنْهَا

''اصحاب صفہ غریب لوگ تھے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس کے پاس دو بندوں کا کھانا ہو، وہ تیسرے کو ساتھ لے جائے، اگر چار بندوں کا کھانا ہے تو پانچ کو لے جاتے، تو سیدنا ابوبکر تین ساتھیوں کو اپنے ساتھ لے گئے، ہمارے گھر میں، میں میری بیوی، میرے والد، میری ماں اور ایک خادمہ پہلے سے موجود تھیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ مغرب کی نماز کے بعد رسول اللہ ﷺ کے ہاں ہی رک گئے، پھر عشاء کی نماز ادا کی، پھر آپ کے پاس ہی رک گئے، کافی رات گزر جانے کے بعد گھر پہنچے، تو ان کی بیوی کہنے لگیں کہ آپ اپنے مہمانوں کو بھول ہی گئے، ابوبکر رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ آپ نے ان کو کھانا کھلایا؟ بولیں: وہ کہتے تھے کہ جب تک ابوبکر نہیں آجاتے، ہم کھانا نہیں کھائیں گے۔ ہم نے ان کو کھانا دیا تو انہوں نے انکار کر دیا، تو اسی اثناء میں بھی آگیا، آپ نے مجھے زور سے کھینچا، کہا اوئے غبی، پھر مجھے سخت برا بھلا کہا، پھر ان کو کھانا کھلانے

لگے، ابوبکر کہنے لگے کہ اللہ کی قسم میں کھانا نہیں کھاوں گا، پھر وہ مہمان جو بھی لقمہ اٹھاتے تھے، اس سے زیادہ کھانا نیچے موجود ہوتا، یہاں تک کہ وہ مکمل سیر ہو گئے، پھر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کھانے کی طرف دیکھا تو وہ ویسے کا ویسا ہی پڑا تھا، یا اس سے زیادہ ہو گیا تھا۔“

(صحيح البخارى : 602، صحيح مسلم : 2057)

③ سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

كَانَ مَلِكٌ فِيمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، وَكَانَ لَهُ سَاحِرٌ، فَلَمَّا كَبِرَ، قَالَ لِلْمَلِكِ إِنِّى قَدْ كَبِرْتُ، فَابْعَثْ إِلَيَّ غُلَامًا أُعَلِّمْهُ السِّحْرَ، فَبَعَثَ إِلَيْهِ غُلَامًا يُعَلِّمُهُ، فَكَانَ فِى طَرِيقِهِ، إِذَا سَلَكَ رَاهِبٌ فَقَعَدَ إِلَيْهِ وَسَمِعَ كَلَامَهُ، فَأَعْجَبَهُ فَكَانَ إِذَا أَتَى السَّاحِرَ مَرَّ بِالرَّاهِبِ وَقَعَدَ إِلَيْهِ، فَإِذَا أَتَى السَّاحِرَ ضَرَبَهُ، فَشَكَا ذَلِكَ إِلَى الرَّاهِبِ، فَقَالَ إِذَا خَشِيتَ السَّاحِرَ، فَقُلْ حَبَسَنِى أَهْلِى، وَإِذَا خَشِيتَ أَهْلَكَ فَقُلْ :حَبَسَنِى السَّاحِرُ، فَبَيْنَمَا هُوَ كَذَلِكَ إِذْ أَتَى عَلَى دَابَّةٍ عَظِيمَةٍ قَدْ حَبَسَتِ النَّاسَ، فَقَالَ الْيَوْمَ أَعْلَمُ آلسَّاحِرُ أَفْضَلُ أَمِ الرَّاهِبُ أَفْضَلُ؟ فَأَخَذَ حَجَرًا، فَقَالَ اللهُمَّ إِنْ كَانَ أَمْرُ الرَّاهِبِ أَحَبَّ إِلَيْكَ مِنْ أَمْرِ السَّاحِرِ فَاقْتُلْ هَذِهِ الدَّابَّةَ، حَتَّى يَمْضِىَ النَّاسُ، فَرَمَاهَا فَقَتَلَهَا، وَمَضَى النَّاسُ، فَأَتَى الرَّاهِبَ فَأَخْبَرَهُ، فَقَالَ لَهُ الرَّاهِبُ أَىْ

بُنَىَّ أَنْتَ الْيَوْمَ أَفْضَلُ مِنِّى، قَدْ بَلَغَ مِنْ أَمْرِكَ مَا أَرَى، وَإِنَّكَ سَتُبْتَلَى، فَإِن ابْتُلِيت فَلَا تَدُلَّ عَلَىَّ، وَكَانَ الْغُلَامُ يُبْرِءُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ، وَيُدَاوِى النَّاسَ مِنْ سَائِرِ الْأَدْوَاءِ، فَسَمِعَ جَلِيسٌ لِلْمَلِكِ كَانَ قَدْ عَمِىَ، فَأَتَاهُ بِهَدَايَا كَثِيرَةٍ، فَقَالَ مَا هَاهُنَا لَكَ أَجْمَعُ، إِنْ أَنْتَ شَفَيْتَنِى، فَقَالَ :إِنِّى لَا أَشْفِى أَحَدًا إِنَّمَا يَشْفِى اللهُ، فَإِنْ أَنْتَ آمَنْتَ بِاللهِ دَعَوْتُ اللهَ فَشَفَاكَ، فَآمَنَ بِاللهِ فَشَفَاهُ اللهُ، فَأَتَى الْمَلِكَ فَجَلَسَ إِلَيْهِ كَمَا كَانَ يَجْلِسُ، فَقَالَ لَهُ الْمَلِكُ :مَنْ رَدَّ عَلَيْكَ بَصَرَكَ؟ قَالَ رَبِّى، قَالَ وَلَكَ رَبٌّ غَيْرِى؟ قَالَ رَبِّى وَرَبُّكَ اللهُ، فَأَخَذَهُ فَلَمْ يَزَلْ يُعَذِّبُهُ حَتَّى دَلَّ عَلَى الْغُلَامِ، فَجِىءَ بِالْغُلَامِ، فَقَالَ لَهُ الْمَلِكُ أَىْ بُنَىَّ قَدْ بَلَغَ مِنْ سِحْرِكَ مَا تُبْرِءُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ، وَتَفْعَلُ وَتَفْعَلُ، فَقَالَ : إِنِّى لَا أَشْفِى أَحَدًا، إِنَّمَا يَشْفِى اللهُ، فَأَخَذَهُ فَلَمْ يَزَلْ يُعَذِّبُهُ حَتَّى دَلَّ عَلَى الرَّاهِبِ، فَجِىءَ بِالرَّاهِبِ، فَقِيلَ لَهُ : ارْجِعْ عَنْ دِينِكَ، فَأَبَى، فَدَعَا بِالْمِئْشَارِ، فَوَضَعَ الْمِئْشَارَ فِى مَفْرِقِ رَأْسِهِ، فَشَقَّهُ حَتَّى وَقَعَ شِقَّاهُ، ثُمَّ جِىءَ بِجَلِيسِ الْمَلِكِ فَقِيلَ لَهُ : ارْجِعْ عَنْ دِينِكَ، فَأَبَى فَوَضَعَ الْمِئْشَارَ فِى مَفْرِقِ رَأْسِهِ، فَشَقَّهُ بِهِ حَتَّى وَقَعَ شِقَّاهُ، ثُمَّ جِىءَ

بِالْغُلَامِ فَقِيلَ لَهُ ارْجِعْ عَنْ دِينِكَ، فَأَبَى فَدَفَعَهُ إِلَى نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِهِ، فَقَالَ :اذْهَبُوا بِهِ إِلَى جَبَلِ كَذَا وَكَذَا، فَاصْعَدُوا بِهِ الْجَبَلَ، فَإِذَا بَلَغْتُمْ ذُرْوَتَهُ، فَإِنْ رَجَعَ عَنْ دِينِهِ، وَإِلَّا فَاطْرَحُوهُ، فَذَهَبُوا بِهِ فَصَعِدُوا بِهِ الْجَبَلَ، فَقَالَ : اللهُمَّ اكْفِنِيهِمْ بِمَا شِئْتَ، فَرَجَفَ بِهِمِ الْجَبَلُ فَسَقَطُوا، وَجَاءَ يَمْشِي إِلَى الْمَلِكِ، فَقَالَ لَهُ الْمَلِكُ: مَا فَعَلَ أَصْحَابُكَ؟ قَالَ :كَفَانِيهِمُ اللهُ، فَدَفَعَهُ إِلَى نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِهِ، فَقَالَ: اذْهَبُوا بِهِ فَاحْمِلُوهُ فِي قُرْقُورٍ، فَتَوَسَّطُوا بِهِ الْبَحْرَ، فَإِنْ رَجَعَ عَنْ دِينِهِ وَإِلَّا فَاقْذِفُوهُ، فَذَهَبُوا بِهِ، فَقَالَ : اللهُمَّ اكْفِنِيهِمْ بِمَا شِئْتَ، فَانْكَفَأَتْ بِهِمِ السَّفِينَةُ فَغَرِقُوا، وَجَاءَ يَمْشِي إِلَى الْمَلِكِ، فَقَالَ لَهُ الْمَلِكُ: مَا فَعَلَ أَصْحَابُكَ؟ قَالَ : كَفَانِيهِمُ اللهُ، فَقَالَ لِلْمَلِكِ : إِنَّكَ لَسْتَ بِقَاتِلِي حَتَّى تَفْعَلَ مَا آمُرُكَ بِهِ، قَالَ : وَمَا هُوَ؟ قَالَ : تَجْمَعُ النَّاسَ فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ، وَتَصْلُبُنِي عَلَى جِذْعٍ، ثُمَّ خُذْ سَهْمًا مِنْ كِنَانَتِي، ثُمَّ ضَعِ السَّهْمَ فِي كَبِدِ الْقَوْسِ، ثُمَّ قُلْ : بِاسْمِ اللهِ رَبِّ الْغُلَامِ، ثُمَّ ارْمِنِي، فَإِنَّكَ إِذَا فَعَلْتَ ذَلِكَ قَتَلْتَنِي، فَجَمَعَ النَّاسَ فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ، وَصَلَبَهُ عَلَى جِذْعٍ، ثُمَّ أَخَذَ سَهْمًا مِنْ كِنَانَتِهِ،

ثُمَّ وَضَعَ السَّهْمَ فِی كَبْدِ الْقَوْسِ، ثُمَّ قَالَ : بِاسْمِ اللهِ، رَبِّ الْغُلَامِ، ثُمَّ رَمَاهُ فَوَقَعَ السَّهْمُ فِی صُدْغِهِ، فَوَضَعَ يَدَهُ فِی صُدْغِهِ فِی مَوْضِعِ السَّهْمِ فَمَاتَ، فَقَالَ النَّاسُ :آمَنَّا بِرَبِّ الْغُلَامِ، آمَنَّا بِرَبِّ الْغُلَامِ، آمَنَّا بِرَبِّ الْغُلَامِ، فَأُتِیَ الْمَلِكُ فَقِيلَ لَهُ : أَرَأَيْتَ مَا كُنْتَ تَحْذَرُ؟ قَدْ وَاللهِ نَزَلَ بِكَ حَذَرُكَ، قَدْ آمَنَ النَّاسُ، فَأَمَرَ بِالْأُخْدُودِ فِی أَفْوَاهِ السِّكَكِ، فَخُدَّتْ وَأَضْرَمَ النِّيرَانَ، وَقَالَ : مَنْ لَمْ يَرْجِعْ عَنْ دِينِهِ فَأَحْمُوهُ فِيهَا، أَوْ قِيلَ لَهُ : اقْتَحِمْ، فَفَعَلُوا حَتَّى جَاءَتِ امْرَأَةٌ وَمَعَهَا صَبِیٌّ لَهَا فَتَقَاعَسَتْ أَنْ تَقَعَ فِيهَا، فَقَالَ لَهَا الْغُلَامُ : يَا أُمَّهْ اصْبِرِی فَإِنَّكِ عَلَى الْحَقِّ

''پہلی امتوں میں ایک بادشاہ گزرا ہے، اس نے ایک جادوگر پال رکھا تھا، جادوگر جب بوڑھا ہوگیا تو بادشاہ سے کہنے لگا کہ مجھے کوئی بچہ دیں جس کو میں اپنا جادو سکھا سکوں، بادشاہ نے اس کو بچہ دے دیا، یہ بچہ جادوگر کے پاس جا کر سیکھنے لگا، اس کے رستے میں ایک راہب کا مکان پڑتا تھا، ایک دن یہ بچہ اس کے پاس جا کر بیٹھ گیا، بچے کو راہب کی تعلیمات بھا گئیں، اب بچہ گھر سے آتے ہوئے روزانہ راہب کے پاس بیٹھ جاتا، جب تاخیر سے جادوگر کے پاس پہنچتا تو وہ اسے مارتا، بچے نے راہب کے سامنے اپنی مشکل رکھی تو راہب کہنے لگا کہ جب آپ گھر جائیں تو کہہ دیں کہ میں جادوگر کے ہاں رکا تھا، اور

جب جادوگر کے پاس جائیں تو اس سے کہہ دیں کہ میں گھر میں تھا۔اسی طرح چلتا رہا، پھر یوں ہوا کہ ایک دن ایک بڑے سے جانور نے لوگوں کا رستہ روک لیا، اس بچے نے سوچا کہ آج دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا، پتہ چل جاتا ہے کہ جادوگر افضل ہے یا راہب، بچے ایک پتھر اٹھایا، اللہ سے دعا کی، مالک کریم! اگر راہب سچا ہے تو اس پتھر سے جانور کو مار دے، لوگوں کا رستہ کھل جاوے گا، بچے نے پتھر مارا، جانور مر گیا، لوگوں کا رستہ کھل گیا۔لوگ گھروں کو جانے لگے، بچے نے واہب کو جا کر ماجرا سنایا، تو راہب کہنے لگا کہ آج تو مجھ سے زیادہ فضیلت والا بن گیا ہے، اب تجھے آزمایا جائے گا۔اگر تجھے آزمایا جاوے تو میری بابت نہ بتلایئے گا، بچہ اب کوڑھیوں کا کوڑھ دور کرنے لگا تھا، بلکہ ہر قسم کی بیماریوں کی دوا کرنے لگا تھا۔تو بادشاہ کا ایک ساتھی جو اندھا ہو چکا تھا، اس بچے کے پاس بہت سارے تحائف لایا، کہنے لگا کہ مجھے صحت یاب کر دیجئے، بچہ کہنے لگا کہ صحت تو اللہ دیوے گا، آپ اس کی وحدانیت کا اقرار کر لیجئے؟ ،۔اس نے کلمہ پڑھا، اور اس کی بینائی واپس آ گئی، بادشاہ نے پوچھا کہ بینائی واپس کیسے آئی؟ بتایا کہ اللہ نے واپس لائی، بادشاہ نے پوچھا کہ سوا میرے بھی کوئی خدا ہے؟ کہا: ہاں، وہ جو میرا اور آپ سب کا رب ہے، بادشاہ اسے مارنے لگا، یہاں تک کہ نے بچے کے متعلق بتا دیا کہ اس نے مجھے یہ کلمہ پڑھایا ہے۔بچے کو لایا گیا، بادشاہ نے پوچھا کہ بچے آپ کے جادو کے چرچے سنے ہیں، آپ کوڑھیوں کا علاج کرتے ہیں، بچہ کہنے لگا کہ اللہ علاج کرتا ہے۔بادشاہ نے بچے کو پکڑ کر مارنا شروع کر دیا، یہاں تک کہ بچے نے راہب

کے متعلق بتا دیا۔ راھب سے کہا گیا کہ اپنا دین چھوڑ دو، اس نے کہا کہ نہیں چھوڑوں گا، پھر اس کا سر آرے سے چیر دیا گیا، پھر بادشاہ کے ساتھی کو بلوایا گیا، اس سے بھی دین چھوڑنے کا کہا گیا، اس نے مگر نہیں چھوڑا، تو اس کو بھی آرے سے چیر دیا گیا، پیچھے رہ گیا وہ بچہ، تو اس کو ایک گروہ کے حوالے کیا کہ اس کو پہاڑ کی چوٹی پر لے جاو اور اس سے دین چھوڑنے کا کہو، چھوڑ دے تو ٹھیک، وگرنہ اس کو وہاں سے دھکا دے دو، وہ پہاڑ پر لے جا رہے تھے کہ بچے نے دعا کی، اللہ مجھے ان سے بچالے، پہاڑ ہلا، وہ سب لوگ گر گئے، بچہ واپس بادشاہ کے پاس آ گیا، کہا: مجھے اللہ نے بچا لیا ہے۔ پھر اسے کچھ لوگوں کو دے کر سمندر کی طرف بھیجا گیا کہ اگر وہاں جا کر ایمان سے جائے تو ٹھیک وگرنہ اسے دھکا دے دو، بچہ نے دعا کی، وہ لوگ خود ڈوب گئے، بچہ واپس آ گیا۔ بادشاہ نے پوچھا تو بتایا کہ میں بچ گیا، پھر کہا کہ تو مجھے اس وقت تک قتل نہیں کر سکے گا، جب تک کہ میرا بتایا ہوا طریقہ اختیار نہیں کر لیتا، کہا کیا: بتایا کہ سب لوگوں کو ایک جگہ جمع کرو، پھر مجھے ایک جگہ پر باندھ دو، تیر لو اور اس پر پڑھو، اللہ کے نام کے ساتھ جو اس بچے کا رب ہے، اور تیر چلا دو، بادشاہ نے ایسا ہی کیا، تیر چلایا گیا تو بچہ مر گیا، تمام لوگ کہنے لگے کہ ہم بچے کے رب پر ایمان لے آئے۔ بادشاہ کو بتایا گیا کہ وہی ہوا جس سے تو ڈرتا تھا، اس نے آگ کی بھٹیاں کھدوائیں اور لوگوں کو اس میں ڈال کر بھون ڈالتا رہا، یہاں تک کہ ایک ماں اور اس کا دودھ پیتا بچہ لایا گیا، پہلے بچہ آگ میں پھینکا گیا، ماں ڈر گئی، تو بچے نے آواز دے کر، ماں! گھبرائیے نہیں، آپ حق پر ہیں۔''

(صحیح مسلم: 3005)

④ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أَنَّ رَجُلَيْنِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، خَرَجَا مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِى لَيْلَةٍ مُظْلِمَةٍ، وَمَعَهُمَا مِثْلُ المِصْبَاحَيْنِ يُضِيئَانِ بَيْنَ أَيْدِيهِمَا، فَلَمَّا افْتَرَقَا صَارَ مَعَ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا وَاحِدٌ حَتَّى أَتَى أَهْلَهُ .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو صحابہ آپ کے ہاں سے ایک اندھیری رات میں نکلے، تو ان کے ساتھ دو روشنی کے دھارے سے چلنے لگے، پھر جب وہ صحابہ الگ الگ رستے پر ہوئے تو دونوں کے ساتھ ایک ایک چراغ ہولیا۔''

(صحیح البخاری: 3639)

⑤ صحیح البخاری کا وہ مشہور واقعہ جس میں ایک غار کے دہانے پر ایک پتھر کھڑا ہو جاتا ہے، پھر اندر موجود لوگ اپنی نیکیوں کے وسیلے سے دعا کرتے ہیں اور پتھر سرک جاتا ہے۔

(صحیح البخاری: 5974، صحیح مسلم: 2773)

⑥ سیدنا جریج رحمہ اللہ کا مشہور واقعہ، ان کو نماز پڑھتے ہوئے ماں کی بددعا لگتی، ایک فاحشہ اپنے ناجائز بچے کو جریج پر ڈال دیتی ہے، پھر وہ بچہ بول کر بتاتا کہ میں فلاں چرواہے کا بیٹا ہوں۔

(صحیح البخاری: 3436، صحیح مسلم: 2550)

⑦ سیدنا خبیب رضی اللہ عنہ کو کفار کی قید میں غیر موسمی پھل ملا کرتے تھے۔

(صحیح البخاری : 3045)

⑧ سیدنا اسید بن حضیر قرآن پڑھ رہے تو ان پر فرشتے اترے۔

(صحیح البخاری : 5018 معلقا، صحیح مسلم : 796)

⑨ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

ان عُمَرَ بَعَثَ جَيْشًا وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ رَجُلًا يُدْعَى سَارِيَةَ فَبَيْنَمَا عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَخْطُبُ فَجَعَلَ يَصِيحُ يَا سَارِيَ الْجَبَلَ، فَقَدِمَ رَسُولٌ مِنَ الْجَيْشِ فَقَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ لَقِينَا عَدُوَّنَا فَهَزَمُونَا فَإِذَا صَائِحٌ يَصِيحُ يَا سَارِيَ الْجَبَلَ فَأَسْنَدْنَا ظُهُورَنَا إِلَى الْجَبَلِ فَهَزَمَهُمُ اللهُ فَقُلْنَا لِعُمَرَ :كُنْتَ تَصِيحُ بِذَلِكَ

''سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر بھیجا ان پر ساریہ رضی اللہ عنہ کو امیر بنایا، جنگ کے دوران یوں لگا کہ سیدنا عمر خطبہ دیتے ہیں اور آواز دے رہے ہیں کہ ساریہ پہاڑ کی اوٹ میں ہو جاو، تو لشکر کا ایک پیامبر آیا، کہنے لگا کہ امیر المومنین دشمن ہم پر غالب آیا ہی چاہتا تھا کہ ایک شخص کی چیخ سنائی دی، پہاڑ کی اوٹ میں ہو جاو، ہم ہو گئے، پھر اللہ نے دشمن کو شکست دے دی، ہم سیدنا عمر سے کہنے لگے کہ امیر المومنین! یہ تو آپ پکار رہے تھے۔''

(دلائل النبوة للبیهقی : 370/6، زیادات الفضائل لعبد الله بن احمد : 355، وسنده حسن)

حافظ ابن حجر نے (الاصابہ:53/3) میں اس کی سند کو حسن کہا ہے۔

حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں:

هذا اسناد جيد حسن

''یہ جید حسن سند ہے۔''

(البداية والنهاية : 129/7)

⑩ ایک بندے سے گائے اور بھیڑیے نے کلام کیا۔

(صحیح البخاری : 3690، صحیح مسلم : 2388)

جمیل بن مرہ تابعی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

ربما احتجت إلى النفقة فأرفع طرف وسادتی، فأجد فيه النفقة

''بسا اوقات مجھے کھانے کی ضرورت پیش آتی، میں اپنے سرہانے کے نیچے دیکھتا، تو وہاں کھانا موجود ہوتا تھا۔''

(کرامات الاولیاء للخلال : 27، وسنده حسن)

محمد بن عجلان نے اپنے استاد ایاس بن معاویہ بن قرہ جو نافع کے شاگرد ہیں، سے سماع کی تصریح کر دی ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک کرامت:

قاضی ابو الطیب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ہم جامع منصور میں ایک مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے، اتنے میں ایک خراسانی نوجوان آیا، اس نے جانور کے تھنوں' میں دودھ روکنے کے مسئلے میں استفتاء کیا تو ایک محدث نے اس مسئلے میں سیدنا ابو ہریرہ کی بیان کردہ حدیث پیش کی وہ خبیث کہنے لگا:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث قبول نہیں کی جا سکتی، قاضی ابو الطیب فرماتے ہیں کہ، اس

نوجوان نے ابھی اپنی بات پوری نہیں کی تھی کہ جامع مسجد کی چھت سے ایک بہت بڑا سانپ گرا، لوگ بھاگنے لگے اور وہ نوجوان بھی اس سانپ کے آگے دوڑنے لگا، بعد میں یہ سانپ غائب ہوگیا۔

(المنتظم لابن الجوزی : ۱۰٦/۱۷، وسندہ صحیح)

تنبیہ:

یہ بات ذہن نشین رہنی چاہیے کہ ہر شخص کا دعوی کرامت قبول نہیں کیا جاسکتا، شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لكن من الناس من يُدَّعى له من الكرامات ما لا يجوز أن يكون للأنبياء ، كقول بعضهم إنَّ لله عباداً لو شاء وا من الله أن لا يقيم القيامة لما أقامها، وقول بعضهم :أنَّه يعطى كن، أيُّ شيء أراده قال له كن فيكون، وقول بعضهم:لا يعزب عن قدرته ممكن، كما لا يعزب عن قدرة ربه محال، فإنَّه لما كثر فى الغلاة من يقول بالحلول والاتحاد وإلهية بعض البشر كما قاله النصارى فى المسيح، صاروا يجعلون ما هو من خصائص:الربوبية لبعض البشر، وهذا كفر

''لیکن بعضے لوگ ایسی کرامات تک کا دعوی کر جاتے ہیں جیسی کرامات کا انبیاء کے ہاتھوں ظہور ہونا بھی جائز نہیں، جیسا کہ بعض لوگ کہتے ہیں اللہ کے کچھ

ایسے بندے بھی ہیں جو اگر چاہیں تو اللہ قیامت نہ لائے ،بعض لوگوں کے لئے کہا جاتا ہے کہ ان کو کلمہ کن دے دیا گیا ہے، تو وہ جس چیز کو کن کہیں وہ ہوجائے ، اسی طرح کہتے ہیں کہ کوئی ممکن چیز ان کی قدرت سے چھپی ہوئی نہیں ہے، جیسا کہ اللہ کی قدرت سے چھپی ہوئی نہیں ہے،تو یہ ناممکن بات ہے،اور ایسی ناممکنات کا دعوی تب کیا جانے لگا، جب غالیوں نے عروج پالیا، اور حلول اور بعض لوگوں کے الہ ہونے کے عقائد پیدا ہونے لگے، یہ بالکل نصاری والا طرز عمل ہے، وہ لوگ بھی عیسی علیہ السلام کے لئے ایسی چیزیں ماننے لگے تھے جو صرف رب کی خصوصیات ہیں، اور یہ کفر ہے۔''

(النبوات : ص405)

دعا ہے کہ رب کریم ہم کو حق سچ سمجھنے اور بیان کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔